ہندوستان بھر میں اہل سنت و جماعت کا واحد ہفتہ وار اخبار ہر ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخوں کو امرتسر سے شائع ہوتا ہے!

مَن یُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیراً یُفَقِّھہُ فِی الدِّین

اخبار الفقیہ

امرتسر پنجاب

غرض و مقصد

عام اغراض و مقاصد

(۱) اہل اسلام کی عموماً اور احناف کی خصوصاً حمایت کرنا
(۲) گورنمنٹ اور رعایا کے حقوق کی نگہداشت کرنا
(۳) اصلاح رسوم قبیحہ۔

شرح قیمت اخبار

(۱) رؤسا و عظام سے سالانہ چندہ ۵ے
(۲) عام خریداران سے سالانہ للعہ
ششماہی عار
(۳) ممالک غیر سے سالانہ ۱۰ شلنگ
(ایڈیٹر)

قواعد و ضوابط

(۱) قیمت بہر حال پیشگی آنی چاہیئے یا وی پی کی اجازت۔
(۲) بے رنگ ڈاک واپس کیجائے گی۔
(۳) نمونہ کا پرچہ ۲ کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
(۴) کوئی مضمون جس میں تہذیب کے خلاف ہوگا درج اخبار نہ ہوگا۔
(۵) جن مراسلات پر فرستندہ کا نام معہ پتہ درج نہ ہوگا درج اخبار نہ ہونگے
(۶) مضامین نہایت خوشخط ہونے چاہئیں (۷) ... وقت خط و کتابت ... چٹ نمبر ... لکھیں
(دفتر)

جملہ خط و کتابت بنام حکیم معراج الدین احمدی نقشبندی ایڈیٹر اخبار الفقیہ دروازہ میسگرین امرتسر ہونی چاہیئے

جلد (۷) مطبوعہ ۱۴ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۴ دسمبر ۱۹۲۴ء بروز یکشنبہ نمبر (۳۶)

اطلاع ضروری

۱۰ جون ۲۳ء سے الفقیہ کی اشاعت بجائے مہینہ میں دو بار ہونے کے چار بار کر دی گئی تھی۔ اس امید پر کہ ہمدردان اخبار اس کی توسیع اشاعت میں خالص کوشش فرمائیں گے افسوس کہ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم ہم نے ارادہ ظاہر کر دیا تھا۔ کہ ۱۰ دسمبر تک انتظار کرینگے۔ اگر ہمدردان اخبار نے دو دو خریدار مہیا کر کے بھیج دیئے تو بہتر ورنہ پھر مہینہ میں دو بار کر دینگے۔ ماہ دسمبر آ چکا ہے اور وقت تھوڑا رہ گیا ہے۔ اب پھر التماس ہے کہ اگر چند پرچوں میں شائع کر دی جائے گی اگر خواہان اخبار نے توجہ فرمائی اور خریداروں کی تعداد ہزار ہوگئی۔ تو انشاء اللہ اخبار مہینے میں چار بار نکلتا رہیگا۔ اور اگر برادران ملت نے اب بھی اسکی ضرورت نہ سمجھی تو مجبوراً دسمبر کے بعد پرچہ اپنی سابقہ تاریخوں پر شائع ہوا کریگا۔ مہینے میں دو بار ہونے کی صورت میں چندہ سالانہ

للعہ (تین روپیہ) تھا اور چار بار ہونے سے صرف ایک روپیہ بڑھا۔ اس میں سے ۶ رسالانہ تو محصول ڈاک میں گئے باقی صرف ۱۰ رمیں دو اشاعتیں ماہوار زائد دینے سے دفتر کو سخت نقصان پہنچا۔ اسپر بھی برادران ملت کو احساس نہیں تو سوائے اس کے اور کیا کہا جائے کہ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔

(خاکسار معراج الدین احمد الملک ایڈیٹر الفقیہ)

رسالہ حنفی امرتسر

خدا کے فضل و کرم سے رسالہ حنفی نہایت آب و تاب سے چھپکر شائع ہو رہا ہے۔ جو ملک میں نہایت پسند ہوا۔ ہر ایک سُنّی حنفی کا فرض ہے کہ اس کی ضرور ہی خریداری کرے نمونہ ۲ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا۔ مفت ہرگز نہیں سالانہ چندہ عار (مینیجر رسالہ حنفی امرتسر)

قبول اسلام } ۳ دسمبر ۲۴ء کو مراد آباد دفتر اشاعت الحق میں مہاراج گودری شنکر

سنیاسی موضع استھر ضلع مظفر پور اپنے شکوک رفع کرنے کے بعد بخوشی حضرت مولانا ابو محمد بہاری جی کے دست حق پرست پر مسلمان ہو گئے۔ اسلامی نام رحمۃ الرحیم رکھا گیا۔ آپکی عمر ۴۲ سال کی ہے۔ (انوار الحسن منصرم حلقہ اشاعۃ الحق مراد آباد)

دعائے صحت } میرے مکرم دوست چوہدری غلام حیدر صاحب اسسٹنٹ سکرٹری انجمن راعیان ہند کے برادر عزیز ماسٹر چوہدری عبدالغنی صاحب جو ہماری قومی انجمن کے سرگرم کارکن اسلامیہ ہائی سکول کے ڈرائنگ ماسٹر ہیں جو اپنے فن میں لاہور بھر کے علاوہ پنجاب میں لاثانی آرٹسٹ ہیں عرصہ سے بیمار ہیں ناظرین الفقیہ سے التماس ہے کہ بعد از نماز ان کی صحت کے لئے دعا مانگیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کامل عطا فرمائے۔

امرتسر کی پیدائش و اموات } ۳ دسمبر ۲۴ء تا ۱۰ دسمبر ۲۴ء نہایت

۱۱ دسمبر ۲۴ء پیدائش ۱۸۴۔ اموات ۱۹۳۔ طاعون کا صرف ایک کیس ہوا۔

غیر مقلدین کی فقہ اور عبداللہ بنارسی کا ایمان

(نمبر ۴)

غیر مقلدین کی فقہ کا تیسرا مسئلہ

(از جناب مولانا مولوی ابو یوسف محمد شریف صاحب کوٹلوی)

تم نے بحوالہ نزل الابرار صہ ۴۹ لکھا تھا کہ غیر مقلدین کے نزدیک منی پاک ہے۔ اس کے جواب میں بنارسی لکھتا ہے:" یہ تو تمہارے چچا امام شافعی کا مذہب ہے؟"

میں کہتا ہوں تم نے تو صہ میں لکھا ہے کہ یہ سب مسائل حنفیوں کے ہیں۔ اگر تو سچا ہے تو کسی فقہ حنفی کی معتبر کتاب میں منی کو پاک لکھا ہوا دکھاؤ ورنہ پڑھو لعنۃ اللہ علی الکاذبین والمفترین۔ اگر امام شافعی کے مذہب میں منی پاک ہے تو کیا وہ اہلحدیث نہیں؟ اگر اہلحدیث تھے تو تمہارا یہ کہنا کہ اہلحدیث کے نزدیک ہرگز پاک نہیں۔ کہاں تک صحیح ہے۔ اچھا اگر امام شافعی رحمہ اللہ ہمارا چچا ہیں۔ تو ہم تمہارے چچاؤں سے منی کا پاک ہونا ثابت کئے دیتے ہیں۔ پھر تو تمہیں بھی چون وچرا کی گنجائش نہ ہوگی۔ وحید الزمان کو تو تم اپنا چچا نہیں مانتے گو اس کی تربیت و تراجم صحاح ستہ وغیرہ) سے تم لوگ سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ مگر نواب معزول بھوپالوی سے تو امید نہیں منکر ہو گو اور قاضی شوکانی تو نواب کا امام ہے۔ اب سنئے! یہ دونوں کیا کہتے ہیں۔

نواب معزول عرف الجادی میں (جو اس نے اپنے فرزند کے نام پر تصنیف کی) لکھتا ہے:۔

"منی ہر چند پاک است اما غسل و فرک وحط وحت آں از شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت شدہ" صہ

یعنی منی ہر چند پاک ہے لیکن اس کا دھونا کھرچنا شارع علیہ السلام سے ثابت ہے۔ اس میں منی کے پاک ہونے کی تصریح ہے۔ دھونا کھرچنا طہارت کے منافی نہیں۔ کما لا یخفے۔

صدیق حسن نے روضۃ الندیہ مطبوعہ مصر کے صہ ۱۳ پر منی کی نجاست کے دلائل لکھکر ایک ایک کا جواب دیا ہے اور سبل السلام سے نقل کیا ہے والحق ان الاصل الطہارۃ والدلیل علی القائل بالنجاسۃ فنحن باقون علی الاصل وذہب الحنفیۃ رحمہم اللہ الی نجاسۃ المنی الخ

یعنی حق یہ ہے کہ اصل طہارت ہے اور جو پلید کہتا ہے اس کے ذمہ دلیل ہے۔ ہم اصل پر (یعنی طہارت منی پر) باقی ہیں۔ اور حنفیہ رحمہم اللہ منی کو پلید کہتے ہیں۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حنفیہ تو نجاست منی کے قائل ہیں لیکن نواب اور شوکانی اس کو اپنے اصل طہارت پر سمجھتے ہیں۔

بنارسی نے جو روضۃ الندیہ سے نقل کیا ہے۔ اما المنی فالاظہر انہ نجس۔ یہ عبارت روضۃ الندیہ مطبوعہ مصر میں بالکل نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی یاروں کی چالاکی ہے۔ نواب کا یہ قول نہیں اور ممکن ہے کہ یہ قول پہلا ہو۔ چنانچہ روضۃ الندیہ میں نواب کا اس قول سے رجوع ثابت ہوتا ہے۔

نیز سراج الوہاج شرح صحیح مسلم کے صہ ۱۲۳ میں نواب موصوف قاضی شوکانی سے نقل کرتا ہے قال الشوکانی فی السیل الجرار حدیث انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یغسل ثوبہ من المنی لیس فیہ ان ذلک الغسل کونہ نجسا فان مجرد الاستقذار یبلغ مجرد ازالۃ درن الثوب مما یکون سببا لغسلہ وقد ثبت من حدیث عائشۃ عند مسلم وغیرہ انہا کانت تفرک المنی من ثوب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہو یصلے ولو کان نجسا لنزل علیہ الوحی بذلک کما نزل علیہ الوحی بنجاسۃ النعل التی صلے فیہا۔

پھر آگے نواب موصوف اپنی رائے لکھتا ہے۔ وعندی ان المنی وان کان طاہرا کما تدل علیہ الادلۃ الصحیحۃ من السنۃ المطہرۃ ولکن لابد من فرکہ وغسلہ یابسا ورطبا الخ۔ یعنی شوکانی کہتا ہے کہ حدیث (انہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یغسل ثوبہ من المنی) میں یہ نہیں کہ یہ منی کا دھونا نجاست کے لئے تھا کیونکہ صرف استقذار بلکہ صرف کپڑے کا میل کچیل سے صاف کرنا بھی سبب غسل ہوتا ہے۔ اور حدیث عائشہ سے جو مسلم وغیرہ میں ہے ثابت ہے کہ حضرت عائشہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچتی تھی۔ درانحالیکہ آپ نماز پڑھتے تھے۔ اگر منی پلید ہوتی تو نماز کی حالت میں حضور پر وحی نازل ہو جاتا (کہ آپکے کپڑے میں نجاست ہے اتار دو) جیسا کہ وحی نے آپکو پاپوش کی نجاست کی خبر دی۔ جس میں آپ نماز پڑھ رہے تھے:

مطلب میرے (نواب کے) نزدیک یہ ہے کہ منی اگرچہ پاک ہے جیسے کہ سنت مطہرہ کے صحیح دلائل اس پر دلالت کرتے ہیں لیکن اس کا دھونا کھرچنا خشک ہو یا تر ضروری ہے۔

پھر سراج الوہاج کے اسی صفحہ میں نواب موصوف قاضی شوکانی سے نقل کرتا ہے۔ ثم تکلم علی عدم نجاسۃ المنی ونجاسۃ الخنزیر ونجاسۃ الخمر والدم المسفوح الخ یعنی پھر شوکانی نے منی کے پلید نہ ہونے پر کلام کی اور خنزیر اور خمر اور خون مسفوح کے پلید نہ ہونے پر۔ اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ قاضی اور نواب دونوں کے نزدیک منی پاک ہے۔ اور یہی مذہب غیر مقلدین کا ہے۔

بنارسی لکھتا ہے کہ منی اہلحدیث کے نزدیک ہرگز پاک نہیں جس سے معلوم ہوا کہ امام شافعی رحمہ اللہ و نواب و شوکانی اس کے نزدیک اہلحدیث نہیں۔

نووی شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں۔ وذہب کثیر الی ان المنی الطاہر پھر آگے لکھتے ہیں وہو مذہب الشافعی واصحاب الحدیث۔ یعنی بہت (اہلحدیث) اس طرف گئے ہیں۔ کہ منی پاک ہے اور یہی مذہب ہے شافعی اور اہلحدیث کا۔ دیکھو نووی تو اہلحدیث کا مذہب طہارت منی لکھتا ہے لیکن بنارسی اس کے خلاف مذہب اہلحدیث نجاست لکھتا ہے اور صہ میں لکھتا ہے کہ مولوی وحید الزمان نے اہلحدیث کا نام خواہ مخواہ بتقلید علامہ عینی حنفی لکھدیا ہے۔

میں کہتا ہوں وحید الزمان کو تو تم نے عینی کا مقلد بنا یا نووی کو کیا کہو گے۔ وہ بھی اہلحدیث کا مذہب یہی لکھتا ہے۔ حافظ ابن حجر فتح الباری پ صہ ۱۹۰ میں اسی طرح لکھتے ہیں چنانچہ ان کی عبارت یہ ہے:

لان الجمع بینہما واضح علی القول بطہارۃ المنی بان یحمل الغسل علی الاستحباب للتنظیف

لا علی الوجوب وھذا طریقۃ الشافعی واحمد و
اصحاب الحدیث یعنی حدیث غسل وحدیث فرک میں
کوئی تعارض نہیں کیونکہ ان میں جمع واضح ہے۔ منی کے پاک
ہونیکے قائلین کے طور پر اس طرح کہ غسل کو استحباب
و پاکیزگی کے لئے حمل کیا جاوے نہ وجوب پر۔ اور طریقہ
ہے شافعی احمد اور اہلحدیث کا۔ اس عبارت سے وحیدالزمان
خلاف کے والے لکھنے کی وجہ بھی معلوم ہو گئی۔ کہ
اس قول سے منی کی نجاست ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ تنظیف
کے لئے یعنے ستھرائی کے لئے دھونا او لے لکھدیا۔ اب
ہے کیا ابن حجر نے بھی علامہ عینی کی تقلید کی ہے۔

قولہ۔ تمہاری ہدایہ میں لکھا ہے فاذا جف علی
الثوب اجزء فیہ الفرک الخ اقول خون حیض کے
بارہ میں کھرچنا مفاد ہونا مرقوم ہے۔

اقول جسطرح ہماری ہدایہ میں لکھا ہے اسی
طرح حکم ہے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا جو
ہدایہ میں ہی آگے لکھا ہوا ہے۔ مگر تمہیں بوجہ تعصب نظر
نہ آیا۔ اگر تم مرد میدان ہو تو کسی فقہ کی کتاب سے منی کا
پاک ہونا ثابت کرو۔ یہ الگ بات ہے کہ خشک منی کا
طریق طہارت الگ ہے لیکن اس سے یہ ثابت نہیں
ہوتا کہ منی پاک ہے۔

۔ اور یہ جو لکھا ہے کہ تمام حلال وحرام جانوروں کی منی
پاک ہے (صفحہ) یہ بھی غیر مقلدین کا مذہب ہے۔
نووی شرح صحیح مسلم صفحہ ۱۴۰ ج ۱ میں لکھا ہے:۔

وما عداھا من الحیوانات فی منیہ ثلاثۃ
اوجہ الاصح انھا کلھا طاھرۃ من ماکول اللحم وغیرہ
(یعنی خنزیر اور کتے اور ان میں سے جو متولد ہو) ان
کے ماسوا باقی حیوانات کی منی میں تین وجہیں ہیں اصح
یہ ہے۔ کہ سب پاک ہے۔ حلال حیوان کی ہو۔ یا حرام کی
لیکن ہمارے نزدیک تو نجس ہے۔ بحرالرائق صفحہ ۲۳۵ جلد اول
میں ہے۔ وفی المسعودی منی الانسان نجس
وکذا منی کل حیوان۔ مسعودی میں ہے کہ انسان کی
منی نجس ہے اور ایسا ہی ہر حیوان کی۔ ایسا ہی المحتار
جلد اول صفحہ ۲۲۳ میں ہے۔ المنقول فی البحر والتاتار
خانیۃ ان منی کل حیوان نجس یعنی بحرالرائق
اور تاتارخانیہ میں ہے کہ ہر حیوان کی منی پلید ہے۔
شیخ عبدالحی لکھنوی عمدۃ الرعایہ صفحہ ۱۲۹ ج ۱ میں انسان کی
منی کا ذکر کرکے کہتے ہیں وکذا الحکم فی منی جمیع الحیوانات

وھذا ھو المعتمد علی ما فی الدر المختار وحواشیہ
یہی حکم ہے۔ جمیع حیوانات کی منی کا (یعنی انسان کی
منی کا جو حکم ہے) اور یہی معتمد ہے۔ جیسے کہ درمختار
اور اس کے حواشی میں ہے۔

پس یہ ایسا مسئلہ ہمارے ذمہ لگانا بناسی کے ایمان
کا تقاضا ہے اگر بنارسی یہ کہے۔ کہ یہ قول نووی
شافعی کا ہے ہمارا نہیں۔ تو ہم کہیں گے کیا نووی
مقلد تھا۔ کیا ایسا متبحر عالم جو کتب احادیث کا شارح
ہو۔ وہ تو مقلد ہو اور آجکل کے مشکوٰۃ پڑھے ہوئے
محدث مجتہد۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔
اگر نووی مقلد نہیں تھا۔ تو جو مسئلہ اس نے لکھا ہے
غیر مقلدین کا لکھا ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ غیر مقلدین
کے نزدیک اصح یہی ہے۔ کہ جمیع حیوانات حلال حرام
کی منی پاک ہے۔ اگر تمہارا مذہب حیوانات کی منی میں
نجاست کا ہے۔ تو کوئی دلیل قرآن یا حدیث صحیح سے
اس بارہ میں پیش کرو۔ ودونہ خرط القتاد۔
واللہ اعلم

محمدی احمدی

عرصہ ہوا حضرت مولانا مولوی ابو یوسف محمد شریف
صاحب کوٹلوی سلمہ اللہ تعالیٰ نے غیر مقلدین کی فقہ
کے عنوان سے ایک مضمون اخبار الفقیہ میں درج
کرایا تھا۔ اس مضمون میں مولوی وحید الزمان حیدرآبادی
کی ایک کتاب سے سائل کا اقتباس لیا گیا تھا۔ یہ کتاب
بنارس کے ایک وہابی پریس میں چھپی تھی۔ جس پر غالی
وہابی مالک مطبع کی تصدیق اور توثیق بھی ہے۔
مضمون کو چھپے ہوئے تو کئی سال ہو گئے۔ اب تک
وہابی جماعت خاموش رہی۔ اب اُسی بنارسی مطبع کے
مالک کے کسی چیلے نے اُس مضمون کا جواب بصورت
ایک کتاب کے شائع کیا ہے جس کا جواب حضرت مولانا
مولوی محمد شریف صاحب کی طرف سے الفقیہ میں
شائع ہونا شروع ہو گیا ہے۔

اس کتاب میں اسی امر پر زور دیا گیا ہے کہ مولوی
وحید الزمان وہابی نہ تھا۔ بلکہ حنفی تھا۔ اس دعویٰ
کی دلیل میں چند دلائل مگر احمقانہ دلائل لکھے گئے ہیں
جنکا جواب مولوی محمد شریف سلمہ اللہ خود دیں گے۔ مگر

ایک دلیل اس میں ایسی بھی ہے جس میں میرا تذکرہ
آگیا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ اس کا جواب میں
لکھوں۔

دلیل یہ ہے کہ مولوی وحید الزمان اپنے آپکو
محمدی لکھا کرتا ہے۔ اور لفظ محمدی حنفی لوگ اپنے نام
کے ساتھ لکھتے ہیں۔ اس کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ
(خاکسار) غلام احمد اخگر نے اپنے آپکو محمدی لکھا۔

یہ سراسر غلط اور کذب بیانی ہے کہ لفظ محمدی
اپنے نام کے ساتھ حنفی لوگ لکھا کرتے ہیں۔ بلکہ جبتک
وہابیوں نے اپنے لئے لفظ اہلحدیث تجویز نہیں کیا تھا
اسوقت تک بے علم وہابی تو اپنا نام موحد رکھتے تھے اور وہابی
مولوی اپنے آپکو محمدی لکھا کرتے تھے۔ جتنے مدرسہ
اُس وقت تک انہوں نے قائم کئے۔ ان کا نام مدرسہ
محمدیہ رکھا گیا۔ جو اسی نام سے ابتک مختلف مقامات
پر قائم ہیں اور چل رہے ہیں۔

ہاں اس میں کچھ شک نہیں کہ جب وہابیوں نے
بڑے غور اور خوض کے بعد اپنا لقب اہلحدیث تجویز
کیا۔ تو پھر لفظ محمدی کا استعمال ان میں کم ہو گیا مگر
مفقود نہیں ہوا۔ لفظ حنفی کے ترک کرنے کی ایک
وجہ یہ بھی ہوئی۔ کہ حنفی لوگ کہا کرتے تھے۔ کہ انہوں
نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی نسبت سے اپنا نام محمدی
رکھا ہے۔ اور اگرچہ یہ اسی قرن الشیطان کے
دامن سے وابستہ تھے مگر بظاہر انکار کرتے تھے اور
ابتک انکار رہا۔ مگر اب جبکہ قرن الشیطان کی
ذریت ملعونہ کا تسلط حجاز پر ہو گیا تو اب یہ لوگ اس
بات پر فخر کرنے کی جرأت کرنے لگے۔ کہ وہابیہ ہند
اور وہابیہ نجد ایک ہی ہیں۔

آب سوال یہ ہے کہ مَیں نے اپنے نام کیساتھ
لفظ محمدی کیوں لکھا سو واضح ہو کہ مَیں نے صرف
لفظ محمدی نہیں لکھا تھا بلکہ "محمدی احمدی" لکھا اور
ایک ضرورت سے لکھا۔ اور مَیں ضروری سمجھتا ہوں کہ تمام
مسلمان اپنے نام کے ساتھ "محمدی احمدی" لکھا کریں۔
مَیں مدت سے محسوس کرتا تھا۔ کہ گروہ مرزائیہ اپنے
آپ کو احمدی لکھتا ہے اور غیر مرزائیوں کو غیر احمدی
کا خطاب دیتا ہے۔ اس میں مسلمانوں کی سخت توہین
ہے۔ کیونکہ مسلمان غیر احمدی نہیں بلکہ حقیقت میں احمدی
مسلمان ہی ہیں۔ اور مرزائیوں نے خواہ مخواہ اپنا لقب

یا لیا۔ حالانکہ وہ قطعاً احمدی نہیں۔ ہم مسلمانوں کے اعتقاد میں و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہیں۔ دوسرے یہ کہ مرزا کادیانی کا نام احمد نہیں بلکہ غلام احمد ہے اس لئے وہ یا تو مرزائی کہلانے کا حق رکھتے ہیں یا غلامی۔ مگر چونکہ انہوں نے اپنا لقب تجویز کرلیا اس لئے ضروری تھا کہ ہم اس کا مقابلہ کرتے۔

مدت ہوئی موضع ڈبریانوالہ ضلع سیالکوٹ میں میرا ایک مناظرہ مرزائیوں سے ہوا تھا۔ وہاں سے مرزائی گروہ سخت ذلت کی شکست اٹھا کر نارووال بھاگ گیا۔ میں نے بھی ان کا تعاقب کیا۔ وہاں سے بھی بھاگ گئے۔ میرا خیال تھا کہ یک بینی و دو گوش قادیان چلے گئے ہوں گے۔ اس لئے میں علی پور شریف چلا گیا۔ دو روز کے بعد مجھے معلوم ہوا۔ کہ مرزائیوں نے بمقام چونڈہ اودہم مچا رکھا ہے۔ میں یہ سنکر چونڈہ پہونچا۔ مولوی محمد مسعود صاحب کے مکان کی طرف جا رہا تھا۔ کہ راستہ میں ایک مقام پر جلسہ دیکھا جس میں مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی وعظ کر رہے تھے جب میں پہونچ گیا تو مولوی صاحب بہت خوش ہوئے۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ مرزائیوں کے آنے پر یہاں کے لوگ فوراً مولوی صاحب کو لے آئے۔ ایک مختصر مناظرہ مولوی صاحب اور ایک مرزائی مولوی کے درمیان ہوا جس میں مرزائیوں نے منہ کی کھائی۔ مگر تجویز ہو رہی تھی کہ ایک فیصلہ کن مناظرہ ہو جائے جس سے لوگ کسی صحیح نتیجہ پر پہونچیں۔ اسی روز تھانہ چلورہ کے سب انسپکٹر صاحب پولیس چونڈہ میں آگئے۔ یہ ایک معزز اور شریف ہندو جنٹلمین تھے۔ انہوں نے اپنے ماتحتوں سے جب سنا کہ یہاں مسلمانوں اور مرزائیوں میں مباحثہ ہونے کی تجویز ہے تو انہوں نے دونوں فریق کے علماء کو بلوایا۔ مسلمانوں کی طرف سے میں اور مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی اُن کے پاس گئے۔ مگر قادیاں سے آئے ہوئے مرزائی مولویوں کی جرأت نہ ہوئی۔ کہ سب انسپکٹر کے پاس جائیں۔ اس لئے وہیں کے چند مرزائی گئے۔ سب انسپکٹر صاحب نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ لوگوں میں کسی مناظرہ کی تجویز ہو رہی ہے مگر میں آجکل کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ دونوں فریقوں کو ہدایت کرتا ہوں کہ کوئی مناظرہ نہ کریں۔ اگر مناظرہ ضروری ہے تو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع کی عدالت میں دونوں فریق ایک متفقہ درخواست پیش کر کے اجازت حاصل کریں۔ اس کے بعد کہا کہ دونوں فریق اپنا اپنا بیان لکھوا دیں اور دستخط کردیں ایک مرزائی نے پہلے اپنا بیان لکھوایا اس طرح پر کہ ہم اراکین جماعت احمدیہ اقرار کرتے ہیں کہ کوئی مناظرہ غیر احمدیوں سے نہیں کریں گے۔ اگر ضرورت مناظرہ ہوگی تو عدالت سے اجازت حاصل کرینگے اس بیان کے نیچے مرزائیوں نے دستخط کر دیئے۔ اس کے بعد سب انسپکٹر صاحب نے مولوی محمد ابراہیم صاحب سے بیان لکھوانے کو کہا تو میں نے کہدیا کہ ہم خود اپنے قلم سے اپنا بیان لکھیں گے چنانچہ سب انسپکٹر صاحب نے کاغذ اور قلم دوات میری طرف کر دیئے۔

میں نے لکھا کہ ہم مسلمان اقرار کرتے ہیں کہ جماعت مرزائیہ سے بلاحصول اجازت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کوئی مناظرہ نہ کریں گے۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب اس پر بہت خوش ہوئے اور ہم دونوں نے دستخط کر دیئے۔

اس وقت سے مجھے خیال ہو گیا کہ ضرور ہمیں اپنے آپ کو کسی صورت سے احمدی کا لفظ لینا چاہئے چنانچہ میں نے اپنے نام کے ساتھ محمدی احمدی اسی غرض سے لکھا کہ آئندہ اگر کوئی موقع حکام کے سامنے پیش آئیگا تو ہم غیر احمدی کا لفظ اپنے لئے ہرگز نہ لکھنے دیں گے۔ بلکہ ہمارا دعوےٰ ہوگا کہ ہم محمدی احمدی ہیں۔ مرزائی اگر احمدی ہیں تو امتیاز کے لئے اور کوئی لفظ اپنے کے ساتھ ملائیں مثلاً مرزائی احمدی یا اور کچھ۔

یہ تھی اصلی غرض محمدی احمدی لکھنے کی۔ مگر [illegible] حقا نے احمدی کو تو نظر انداز کردیا اور صرف محمدی کو لیکر اپنی موٹی عقل اور کج فہمی کا ثبوت پیش کردیا۔ سچ ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ فقط۔

راقم

خاکسار غلام احمد اخگر عفی عنہ امرتسری

وید اور تبت

(از قلم جناب مرزا سلطان احمد صاحب)

ہمارا دل تو نہیں چاہتا کہ مذہبی بحث مباحثے میں الجھیں۔ مگر مجبوراً آریہ سماج کے اپدیشکوں پرچارکوں اور مقرروں کی یاوہ گوئی۔ فحش کلامی اور بدلگامی کو دیکھکر یہ خدمت ادا کرنی پڑی۔

ہمیں توقع تھی کہ آریہ سماج کے مقرر اور لیکچرار جوں جوں ان میں تعلیم اور عربی دانی سے واقفیت پیدا ہوتی جائے گی۔ توں توں ان کی بدلگامی اور دشنام دہی کا وطیرہ کم ہوتا جائے گا۔ مگر افسوس ہے کہ اس بارے میں بھی ہمیں سوائے ناامیدی کے اور کچھ حاصل نہ ہوا اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ لاکھ پڑھیں۔ فاضل محقق مدقق غرضیکہ سب کچھ بن جائیں۔ مگر بقول کسے

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج!

اپنے پیشوا کی تقلید کو یہ چھوڑنا پسند نہ کریں گے جس طرح دیانند نے تمام مذاہب کو کھلے بندوں کوسا اور بزرگ اور پوتر ہستیوں کو ان گندی اور ناپاک الفاظ سے مخاطب اور یاد کیا ہے۔ جو ایک عالم اور فاضل کے شایانِ شان نہیں ہے تو یہ کیسے مذہبی طرز اور طریقہ اختیار کریں فی الحال ہم صرف دو ہی بزرگ ہستیوں کو مخاطب کرنا چاہتے ہیں۔ ایک خیر سے عالم قرآن وغیرہ وغیرہ القابات سے ملقب جناب بھکشو جی مہاراج ہیں اور دوسرے مہاشہ نانک چند جی مہاراج جلالپوری ہیں جو ماشاءاللہ بزعم خود ایک عالمانہ مضمون بعنوان تنقید قرآن آریہ گزٹ میں سلسلہ وار شائع کروا کر اپنی علمیت اور فضیلت کا اظہار فرما رہے ہیں۔ پہلے ہم بھکشو جی مہاراج کے اس ٹریکٹ کا جواب لکھتے ہیں جس میں انہوں نے بزعم خود میاں فضل حسین صاحب کے اس اعتراض کا جواب دیا ہے

اعتراض :۔ "وید کہاں نازل ہوئے؟ سماج کہتا ہے۔ کہ تبت میں۔ ثبوت کچھ بھی نہیں۔"

مگر ہمارے اس جواب سے بھکشو جی کو اپنی غلطی کا پتہ اور ناظرین مضمون کو آنجناب کی علمیت اور لیاقت کا اندازہ خود بخود لگ جائے گا۔ اس کے بعد

جناب ناتھ صاحب جلالپوری کی لیاقت کا حساب کتاب ہیں گے۔ کہ آنجناب وہی تو ہیں جو قرآن شریف کی ایک آیت بھی صحیح پڑھنا نہیں جانتے۔ اور جنکی لیاقت کا اندازہ کچہری کے رہنے والوں کو اچھی طرح معلوم ہے۔

ہمیں قاضی محبوب الہی صاحب بدر الاسلام نے مجبور کیا ہے۔ کہ ہم صحبت آئندہ میں تنقید وید پر کچھ لکھکر ویدوں کی اصلیت حقیقت، اور قدامت پر روشنی ڈالیں۔ لیکن سردست یہ مضمون لکھکر ہم آریہ سماج کو چیلنج دیتے ہیں۔ خصوصاً بھکشو جی مہاراج اور مہاشہ ناتھ جی جلالپوری۔ مہاشہ رام چندر جی دہلوی پنڈت کالیچرن صاحب آگرہ مسافر اور سوامی شردھانند جی مہاراج کو۔ کہ میدانِ مناظرہ میں آکر ویدوں کا جائے نزول تبت کو ثابت کریں۔ اور اس بارے میں ہم کھلے بندوں اُن کو اجازت دیتے ہیں کہ یورپین مؤرخوں کی امداد لے سکتے ہیں۔ محض منہ سے کہدینا کہ وید تبت میں نازل ہوئے کچھ وقعت نہیں رکھتا۔

آمدم برسرِ مطلب

ویدوں پر وہی مثل صادق آتی ہے کہ ؎

"پیراں نمے پرند و مریداں ہمے پرانند"

وید خود تو کچھ مُنہوں ہاں نہیں کرتے۔ کہ ہم کہاں نازل ہوئے۔ کس پر نازل ہوئے۔ کب نازل ہوئے کس زبان میں نازل ہوئے اور کیوں نازل ہوئے اگر ان سوالوں کا جواب مثبت صورت میں ہوتا تو اس کے پیروؤں میں صرف اسی ایک مسئلہ میں اسقدر شدید اختلافات نہ پائے جاتے۔ اور نہ آریہ مہاراجوں کو یورپ کے لوگوں سے امداد لینے کی ضرورت پڑتی۔

ویدوں کے جائے نزول کے بارے میں ان کے ماننے والوں میں اس قدر اختلاف پایا جاتا ہے کہ واقعات کو سلجھانے والا آدمی حیران اور ششدر رہ جاتا ہے کہ کس گروہ کے عقیدہ کو صحیح مانے اور کس کو غلط۔

پنڈت تلک مہاراج اور محققین کی ایک جماعت اس بات پر عقیدہ رکھتی ہے۔ کہ وید جزیرہ نمائے منگولیا میں نازل ہوئے۔ قدیم ہندوؤں (یعنی سناتن دھرمیوں) کا عقیدہ ہے کہ وید ہندوستان میں نازل ہوئے لیکن سوامی دیانند جی سرسوتی اور اس کے گروہ یعنی آریہ سماج کا ادعا ہے کہ وید تبت میں نازل ہوئے کہکر جان چھڑالی۔ لیکن ان کے مریدوں نے اپنے استاد کے قول کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے اپنی تمام وید دانی۔ تاریخدانی۔ اور علمیت اور زور لیاقت صرف کیا۔ مگر افسوس سے تحریر کرنا پڑتا ہے کہ ان کو اس میں خاک بھی کامیابی نہیں ہوئی بلکہ اُلٹی جگ ہنسائی ہوئی۔ آریہ سماجی اپدیشکوں مقرروں اور وید دانوں کی علمیت قابلیت اور لیاقت کا راز طشت از بام ہوگیا۔ اور ثابت ہوگیا کہ وہ گہنٹو پانی میں ہیں۔

تھوڑے دنوں میاں فضل حسین صاحب قادیانی نے پانچ ٹریکٹ لکھکر ویدوں کے الہامی ہونے۔ ان کی قدامت۔ جائے نزول۔ ان کے ملہمین اور ان کی تعداد پر کافی روشنی ڈالی تھی جس سے آریہ سماج کا قلعہ تھرا اٹھا تھا۔ میاں فضل حسین صاحب نے اپنے ایک ٹریکٹ میں ذیل کا اعتراض کیا ہے کہ "وید کس ملک میں نازل ہوئے"۔ "سماج کہتا ہے کہ ملک تبت میں۔ ثبوت کچھ بھی نہیں"۔ جسکا جواب جناب بھکشو جی مہاراج بالقابہٗ نے بالفاظ ذیل دیا ہے۔

"یہ آپ کی ناواقفیت ہے ورنہ اس کے سینکڑوں اور ہزاروں ثبوت موجود ہیں ہنٹر صاحب تحریر کرتے ہیں کہ یورپ اور ہند کے مذاہب کی اصل۔ ایک یہ خیالات ان کے آباؤ اجداد نے ایک ساتھ ہی جبکہ وہ وسط ایشیا میں رہتے تھے۔ سیکھے ہونگے (دیکھو تاریخ حصہ اول اردو صفحہ ۱۹) پروفیسر میکس مولر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "آریہ لوگوں کا غالباً متوسط ایشیا کی سب سے اونچی جگہ پر قیام تھا۔ ان کی زبان سب زبانوں کی ماں تھی"۔ دسائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۴۳) پاٹ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ مؤرخ کی نگاہ ہی تمدن کی رفتار ہو سکتی ہے۔ وہ اسکول جہاں انسانوں کی نیلی تعلیم پانے کے لئے پیدا ہو سکیں۔ وہ وہی سرزمین ہو سکتی ہے۔ جو آکسس اور کلبا رٹس کے درمیان کوہ ہمالیہ سے اترا۔ اور بحیرہ کیفین سے پورب جانب واقع ہے۔ دا ورجن آف دی آرینس مصنفہ ہولاک ایلس صفحہ ۱۵) پروفیسر میکس مولر صاحب نے اپنی کتاب اوٹ لائن آف یونیورسل ہسٹری جلد اول صفحہ ۱۲۵ اور صفحہ ۱۴۳ پر اس کی تائید کی ہے۔ سالس صاحب فرماتے ہیں کہ آریہ زبان سب سے متوسط ایشیا کے اونچے مقام یعنی آکسس اور کلبا رٹس کے درمیان نمودار ہوئی (پرنسپل آف فائی لالوجی صفحہ ۱۰۰)

اسی طرح اسٹوری آف اگنشنٹ سولیزیشن آف دی ایسٹ صفحہ ۱۳ و ۱۷ میں مرقوم ہے کہ سب سے پہلا مقام نسل انسانی کا کسی مقام پر ایشیا ہی میں تھا۔ اور یہ یقین کیا جاتا ہے کہ وہ آریوں کا ایشیا میں غالباً ہندو کش پہاڑ کے اتر جانب تھا"۔ اسی کی تائید حسب ذیل کتب سے بھی ہوتی ہے ڈویلپمنٹ آف کرشن آن دی ارتھ صفحہ ۲۷ بھوج کی ہسٹری آف انڈیا صفحہ ۱۴ ہنٹر صاحب کی ہسٹری حصہ اول اردو صفحہ ۵"

یہاں تک ہمارے فاضل دوست نے اپنے تبحر علمی۔ تاریخ دانی اور جغرافیہ سے ماہر ہونے کا کافی سے بڑھکر ثبوت دیا ہے۔ اور ویدوں کا جائے نزول تبت کو ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی تک کا زور لگایا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ یہ تمام محنت، دماغ سوزی، عرق ریزی جو آنجناب کو حوالہ جات تلاش کرنے میں کرنی پڑی ہوگی اکارت اور برباد گئی۔ کیونکہ انہی حوالہ جات سے جناب کے دعاوی کی تردید روز روشن کی طرح ثابت ہو رہی ہے۔ اور آپکی لیاقت بھی آشکارا ہوگئی۔

ناظرین! اس کے بعد بھکشو جی مہاراج یوں قندھاری سُر میں راگ الاپتے ہیں۔ کہ اوپر کے حوالہ جات سے واضح ہو چکا ہے۔ کہ نسل انسانی یا نسلِ آریہ کی اصلی جائے پیدائش متوسط ایشیا کا وہ سب سے اونچا مقام ہے جو بحیرہ کیفین سے پورب اور ہمالیہ اور ہندو کش پہاڑ سے اتر جانب واقع تھا۔ جو تبت کے علاوہ دوسرا مقام نہیں ہو سکتا۔

اس پامیر پلیٹو کو ہندو لوگ سمیر پربت کہتے ہیں جن کا ہونا سورگ لوک کے اندر ہونا خیال کیا جاتا ہے۔

ناظرین! اب خاکسار کی تنقیدی نظر محولہ بالا حوالہ جات پر ملاحظہ فرما کر انصاف کریں کہ حق کس طرف ہے۔ اور کس کے دلائل دلائل کہلانے کے مستحق ہیں۔

ملاحظہ ہو حوالہ اول کو ہنٹر صاحب تحریر کرتے ہیں کہ آریہ لوگ وسط ایشیا میں رہتے تھے۔ بھکشو جی

مہاراج! سکول کا بچہ بچہ وسط ایشیا کے نام اور محل
وقوع سے بخوبی واقف ہے۔ مہاراج کو پہلے ذرا سکول
کے بچوں سے معلوم کر لینا چاہیے تھا۔ تاکہ آپکا پول
ڈھکا رہتا۔ اور آپکی لیاقت پر پانی نہ پھرتا۔ مہاراج!
وسط ایشیا سے مراد قلمرو ترکستان ہے۔ جو کہ افغانستان
کے شمال میں واقع ہے نہ کہ تبت۔

دوسرا حوالہ جو پاٹ صاحب اور پروفیسر میکس مولر
صاحب اور سالس صاحب کے اقوال کے سپرد قلم
فرمایا ہے۔ کہ آریوں کا اصل وطن اکسس اور کلبارٹس
کے درمیان کوہ ہمالیہ سے شمال اور بحیرہ کیفین سے
مشرق کیطرف تھا۔ میرے دوست کو مناسب تو یہ
تھا کہ یہ حوالہ لکھتے وقت ذرا نقشہ ایشیا پر نظر ڈال
لیتا۔ اور معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ یہ کتاب اور اس
کے حوالے آخر جغرافیہ دانوں کی نظروں سے گذریں گے
اگر غلط نکلے تو میری علمیت اور لیاقت اور محققیت
پر پانی پھر جائے گا۔ میرے فاضل دوست اکسس
اور کلبارٹس دریا ہیں۔ جو افغانستان کی شمالی
حد پر موجیں مار رہے ہیں۔ اکسس تو افغانستان
اور پامیر پلیٹو یا بالفاظ دیگر وسط ایشیا (ترکستان)
کے درمیان قدرتی حدبندی کا کام دے رہا ہے
اسی دریا سے اوپر پامیر پلیٹو ترکستان کے اندر
آسمان سے باتیں کرتا ہؤا سقفِ دنیا کے نام سے
پکارا جاتا ہے۔ ناظرین! انصاف فرمائیں۔ ایشیا
کا نقشہ جگہ جگہ مل سکتا ہے۔ آپ کھول کر ذرا دیکھیں
تو سہی کہ کیا پامیر پلیٹو تبت میں ہے یا دریائے
اکسس تبت میں بہ رہا ہے۔ یا بحیرہ کیفین یا اور
کوئی بحیرہ تبت کے مغرب میں ہے۔ ہاں تبت کے
مغرب میں پنجاب ہے۔ شاید خشکی کو بھی گاہے گاہے
سمندر سے مخاطب کر لیا جاتا ہوگا۔ دنیا کی نظر میں
خاک ڈالنا یا اپنی تاریخ دانی کا غلط ثبوت دینا اگر
نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ پھر بحیرہ کیفین سے مراد
اگر جھیل کسپین نہیں ہے جس کے مشرق میں
یہی وسط ایشیا یا ترکستان ہے۔ جو آریوں کا
جائے قیام تھا تو اور کونسا بحیرہ ہو سکتا ہے۔ ورنہ
جغرافیہ سے عاری محقق! تبت کے مغرب میں کسی
بحیرے کی تلاش کرنی پڑے گی۔

پھر بھرج صاحب وغیرہ کی سطروں سے
بزعم خود وسط ایشیا کے الفاظ لکھکر تبت پر چسپاں
کر رہے ہیں۔ مگر افسوس کہ ہے کہ انسان جہالت اور
تعصب میں پھنس کر حق اور باطل میں تمیز نہیں
کر سکتا۔

ناظرینِ مضمون نے پنڈت دھرم بھکشو جی مہاراج
کی لیاقت کے ڈھول کا پول ملاحظہ کر لیا ہے۔ خاکسار
مزید ثبوت کی خاطر چند رائج الوقت تاریخوں کے حوالوں
سے آپکو روشناس کرانا چاہتا ہے۔ تاکہ آپکو معلوم
ہو جائے۔ کہ آریوں کا اصل وطن ترکستان (وسط
ایشیا) تھا۔ نہ کہ تبت جہاں پر نسلِ انسانی کی اول
پیدائش بیان کر کے ویدوں کا جائے نزول قرار
دیا جا رہا ہے۔

ملاحظہ ہو تاریخ حصہ اول مؤلفہ منموہن و
عبدالحمید صاحبان صـ۲۷ "وسط ایشیا کے میدانوں
میں ایک قوم آباد تھی جسکا رنگ گورا تھا۔ اور جو
ایسی زبان بولتی تھی جس سے سنسکرت لاطینی
یونانی۔ جرمن اور فارسی زبانیں نکلی ہیں یہ لوگ
اپنے آپکو آریہ کہتے تھے"

اسی تاریخ کے صفحہ ۲۸ پر لکھا ہے۔ "ان لوگوں
کا ایک گروہ کثیر ہندوکش پہاڑ کے راستے سے
ہندوستان میں داخل ہؤا"

صفحہ ۳۲ پر لکھا ہے "گو وثوق سے نہیں کہہ سکتے
کہ کس سن میں آریہ لوگ پنجاب میں داخل ہوئے
اور گنگا کی وادی تک پہونچے۔ پہونچتے انہیں کتنی
مدت لگی۔ تاہم بعض کی رائے ہے۔ کہ آریہ لوگ
درہ خیبر سے اول ہی اول قریباً دو ہزار برس
قبل از مسیح داخل ہوئے تھے"

اوپر کی تاریخی عبارت سے ہم تین باتیں بطور
سوال پیش کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ آریہ سماج
کا مایہ ناز مسافر بھکشو مہاراج یا سوامی شردھانند
جی مہاراج یا دیگر پنڈت صاحبان کیا جواب دیتے
ہیں۔ اور ویدوں کے تبت میں نازل ہونے کے
بارے میں کیا دُر افشانی فرماتے ہیں۔

(ا) اول یہ کہ ہندوکش کہاں واقع ہے جس کے
دروں سے گزر کر یہ لوگ ہندوستان میں داخل
ہوئے۔

(ب) درہ خیبر کہاں ہے؟ کیا افغانستان اور پنجاب
کے درمیان یا پنجاب اور تبت کے بیچ میں۔

(ج) "پنجاب سے گنگا کی وادی تک کتنی مدت لگی" کا جملہ
کیا ثابت کر رہا ہے۔ کہ آیا آریہ تبت کی طرف سے
آئے یا پنجاب کے اس پار مغرب کی طرف سے

ہسٹری آف انڈیا الٰہی۔ ڈبلیو۔ تھامسن صاحب
ایم۔ اے صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے۔ کہ آریہ لوگ ہندوکش
کے شمال میں دریائے اکسس کی وادی میں رہا
کرتے تھے۔ وہ دروں سے گذر کر افغانستان کی
وادی اور پنجاب کے میدانی علاقے میں داخل ہوئے

دیکھا مہاراج کہ اکسس کے بعد افغانستان کا
جملہ آریوں کے جائے قیام تبت کو کیسے واضح اور
صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے۔

تاریخ ہند۔ اردو مصنفہ ای مارسڈن صاحب
و لالہ جیا رام صاحب صـ۱۵ پر لکھا ہے۔

(۱) "سب سے پرانی کتاب جس میں ہند کے قدیم باشندوں
کا حال ملتا ہے۔ اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ اب سے چار ہزار برس پہلے ہند کے شمال مغربی
حصے یعنی پنجاب میں چند ایسی قومیں آباد تھیں جنکا
رنگ گورا اور قد دراز تھا۔ یہ اپنے آپکو آریہ کہتی
تھیں۔ ہم ان کو آرین کہیں گے"

(۲) "ان کی نسبت ہم کو صرف اتنا معلوم ہے کہ انکا
اصلی وطن ترکستان تھا۔ جہاں سے چلکر افغانستان
ہوتی ہوئی ہمالیہ پہاڑ کے شمال مغربی دروں کی
راہ سے اس ملک میں آباد ہوئیں"

مہاراج! کچھ بھی معاف! کہیں ترکستان کا لفظ
پڑھ کر ناراض نہ ہونا۔ اسی قسم کے اور ہزاروں ثبوت
ہیں لیکن بوجہ طوالت نظر انداز کیے جاتے ہیں۔
اگر ضرورت پڑی تو ان کو آئندہ معرضِ تحریر میں لایا
جائے گا۔ افسوس ہے کہ آپکو ایک الہامی کتاب کے
جائے نزول کے بارے میں تواریخی شواہد سے امداد
لینی پڑی۔ کیا اچھا ہوتا کہ اگر آپ ایک آدھ منتر
وید مقدس ہی سے بتلا دیتے۔ کہ وید تبت میں نازل ہوئے
تو اتنی سردردی کاہے کو ہوتی۔ اور ہمیں بھی (انعام
تو بتلائے تو) کے اوپر عامل ہو کر آپ کے دعاوی
کی تردید تاریخوں ہی سے کرنی پڑتی۔ فقط

سماعِ موتے

(۱) تمام اہلِسنت والجماعت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ روح بشر بعد از موت زندہ ہے۔ یہاں تک کہ کفار کی بھی۔

(۲) مُردے سنتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم نے اور حافظ ابن قیم نے کتاب الروح میں فیصلہ کیا ہے۔

آیت قرآن کریم سیپارہ ۹ رکوع اول۔ (ترجمہ) جن لوگوں نے حضرت شعیب کو جھٹلایا وہ ایسے بٹے گویا وہ ان بستیوں میں آباد ہی نہ تھے جن لوگوں نے حضرت شعیب کو جھٹلایا وہ برباد ہوئے۔ جب قوم شعیب عذاب الٰہی سے ہلاک ہو چکی تو حضرت شعیب ان کے پاس سے ٹل گئے اور چلتے وقت ان سے مخاطب ہو کر کہا کہ بھائیو! میں نے تم کو اپنے پروردگار کے احکام سنا دئیے تھے اور میں تمہاری خیرخواہی کرتا تھا لیکن تم نے نہ مانا۔

منجملہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ جس وقت حضرت شعیب ہلاک شدہ قوم کو مخاطب کر رہے تھے۔ اس وقت قوم بالکل تباہ ہو چکی تھی۔ اور تمام آدمی مر چکے تھے حضرت شعیبؑ مُردوں کو مخاطب کر کے سنا رہے تھے۔ اور مُردے سُن رہے تھے۔ کیونکہ نبی اس چیز کو سناتا ہے جو سُن سکتی ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ مُردے سنتے ہیں۔

حدیث صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ جس وقت تم قبرستان میں جاؤ تو کہو السلام علیکم یا اھل القبور۔ مُردے سنکر تم کو جواب دیتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ مردے سنتے اور بولتے بھی ہیں۔

دوسری جگہ اسی حدیث بخاری میں آیا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس وقت تم مردے کو قبر میں دفن کر دیتے ہو۔ تو ابھی مُردہ تمہارے چلنے پھرنے کی جوتوں کی آواز سنتا ہی ہوتا ہے کہ فرشتے حساب کتاب کے لئے آموجود ہوتے ہیں۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ مردے سنتے ہیں۔

مولانا شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب اپنی کتاب "علم الکلام" میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مسئلہ سماع موتیٰ اور روح کے زندہ ہونے میں اختلاف تھا لیکن تحقیقات جدیدہ اور سائنس نے اسکو بالکل حل کر دیا ہے۔ اور سائنس اور تحقیقات جدیدہ کا متفقہ فیصلہ یہ ہے:۔

(۱) روح قالب میں داخل ہونے سے پہلے اور پیچھے اپنا اثر دوسرے پر ڈال سکتی ہے اور دوسرے کا اثر قبول کر سکتی ہے۔

(۲) روح کے معلومات غیر محدود ہیں۔

(۳) روح ایک جوہر مستقل ہے۔

پھر ذرا غور فرمائیے کہ حکیم الامت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کتاب حجۃ اللہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ عالمِ مثال میں روح دوستوں کی مدد کرتے ہوئے دشمنوں کو شکست دیتی ہے۔

پھر صحیح بخاری میں تحریر ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ روح قالب میں داخل ہونے سے پہلے محبت کر سکتی تو بعد میں بھی کر سکتی ہے۔

مندرجہ بالا بحث سے ثابت ہوا کہ روح زندہ ہے اور مُردے سنتے ہیں۔ روح خدا کا ایک نور ہے جسکو کبھی زوال نہیں۔ اگر روح انسان کا جسم سے خارج ہو جائے تو آدمی ایک مٹی کا ڈھیر ہے۔ دیکھنا سننا بولنا۔ ہاتھ پاؤں کی حرکت یہ سب روح ہی کے جزو ہیں۔ جب روح انسان کی جسدِ خاکی سے خارج ہوتی ہے تو اس وقت وہ اپنے کل جزو بھی ساتھ لے جاتی ہے۔ روح جسم سے خارج ہو کر عرش کے نیچے جا پہونچتی ہے جیسا کہ کل حدیثوں سے ثابت ہے۔

دوسرے یہ امر بھی واضح اور ثابت ہو چکا ہے کہ مُردہ بولتا اور سنتا ہے جس کی حدیث بخاری شاہد ہے۔ مُردہ بولتا اور سنتا ہے لیکن ہم زندہ لوگوں کو دکھائی نہیں دیتا۔ اور نہ ہم زندہ لوگ اس کو سُن سکتے ہیں۔ مُردہ تو ایک مٹی کا ڈھیر ہے اس کی روح سنتی اور بولتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ روح زندہ ہے اور یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ روح ہر طرح کی مدد کر سکتی ہے۔ اور زندہ چیز سے مدد مانگنی ہر طرح سے جائز ہے جیسا کہ ہم لوگ دنیاوی کاموں میں ڈاکٹروں اور حکیموں اور اور مقدمات کی سفارشوں کے لئے حاکم کے کسی دوست کی مدد طلب کرتے ہیں۔

عبادت سوائے خدا کے اور دعا سوائے خدا کے کسی سے طلب کرنا ہرگز جائز نہیں۔ خدا کے اور اپنے درمیان ذریعہ وسیلہ اور سبب قائم کرنا اور انبیاء اور اولیاء کو ضروری ہے۔ خدا نے اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان رشتہ قائم کرنے کے لئے اپنا نبی بھیجا۔ اور نبی کو بذریعہ وحی احکام پہونچا دیئے تاکہ اسی کے بندے سے ان احکام کو سنکر ان پر عمل پیرا ہوں۔ اور خدا کی محبت ان کو ہو جائے۔ اور جب بندے کو خدا سے رشتہ محبت قائم کرنا منظور ہوا تو اس نے نبی کی مدد اور وسیلہ سے خدا کے احکام کو معلوم کیا۔ اور ان پر عمل کر کے خدا کے ہاں پہونچا۔ خدا نے بھی اپنے بندوں سے رشتہ قائم کرنے کے لئے نبی کو وسیلہ بنایا۔ اور اس کے ذریعہ اپنے احکام بندوں تک پہنچوائے۔ تو اگر بندے نے کسی اولیاء یا پیر و مرشد زندہ یا بعد از موت اس کی روح سے خدا کے نزدیک ہونے کے لئے مدد مانگی تو اس میں کونسی قباحت ہو گئی۔ کیونکہ روح زندہ ہے اور زندہ سے مدد مانگنی جائز ہے۔ جیسا کہ ہم دنیاوی کاموں میں ایک دوسرے سے مدد مانگ لیتے ہیں۔ فقط۔

(راقم عبدالحمید ملک کوچہ کوٹھی داراں کشمیری بازار لاہور)

—— (لاہور)

بلادِ حرم میں نجدی

وہابیہ نجدیہ اپنے کو حنبلی کہتے ہیں۔ مگر فقہاء نے انہیں خارجی بتایا ہے۔ ان کا اعتقاد ہے کہ بس دنیا میں وہی مسلمان ہیں۔ اور سب مشرک مباح القتل انہوں نے حرمین طیبین میں علماء اور سادات کو اپنے اسی عقیدے کی بنا پر شہید کیا ہے۔ اور ان کے مال لوٹے ہیں (کذافی رد المحتار) اس وقت کے نجدی بدمذہبی و گمراہی اور ظلم و ستم اور قتل و غارت میں پہلے نجدیوں سے بدرجہا بڑھ گئے ہیں اور ان سے اسلام اور مسلمانوں کو وہ ضرر پہنچ رہے ہیں جنہوں نے حجاج اور یزید کو بھی شرما دیا ہے۔ آج عرب کی سرزمین بے گناہوں کے خون سے رنگی ہوئی ہے۔ اور نجدی فراعنہ خذلہم اللہ تعالےٰ وہ طوفان برپا کر رہے ہیں جسکو سننے سے جگر شق ہوتا ہے۔ معتبر ذرائع سے پیہم جو خبریں موصول ہو رہی ہیں ان سے

معلوم ہوتا ہے کہ نجدیوں کے داخلہ سے پہلے شریف طائف نے راہِ فرار اختیار کی۔ اور طائف شریف نے خالی کردیا۔ باشندگانِ طائف نے نجدیوں سے مقابلہ نہ کیا۔ نہ ان میں اس کی قوت تھی۔ بلکہ انہوں نے امن کی درخواست کی۔ دعوتیں دیں۔ ہتھیار گھروں سے نکال کر باہر پھینک دیئے۔ تاکہ ان کی نسبت کسی قسم کے مقابلہ کا وہم پیدا نہ ہوسکے۔ لیکن باوجود اس کے نجدیوں نے قتل عام کیا۔ علماء و مشائخ۔ امراء و تاجر ہر طبقہ کے لوگ بیدردی سے قتل کئے گئے۔ بوڑھوں۔ بچوں۔ عورتوں۔ مردوں کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ ایک روز میں تین کروڑ روپے کی مالیت نجدیوں کو لوٹ سے حاصل ہوئی۔ صحابہ کے مزارات کی بے حرمتی کی گئی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس صحابی جلیل الشان کا قبہ مزار شریف گولیوں کا نشانہ بنایا گیا۔ اور آخر کار مسمار کردیا۔ اور توہین کے لئے نجدیوں نے پکارا کہ عبداللہ ابن عباس اگر تم میں کچھ سکت ہے تو اپنے پرستاروں کو بچاؤ۔ مسلمانوں کو قتل کرتے وقت یہ اشتیاریوں نعرے لگاتے تھے۔ نقتل اعداء اللہ لامان اللہ۔ ہم اللہ کے دشمنوں کو قتل کرتے ہیں اللہ کو امن دینے کے لئے۔ لوٹ کی نوبت یہاں تک پہونچی کہ لوگوں کے بدن سے کپڑے اتار لئے جوتیاں چھین لیں۔ عورتوں کی بے حرمتی کی گئی۔ عرب خاتونیں ننگی منزلوں پیادہ چلائی گئیں۔ تین روز تک طائف کے بے گناہ مسلمان قید کئے گئے۔ ان پر پانی بند کیا گیا۔ مکہ مکرمہ میں شیبی صاحب کلید بردار کعبۂ مقدسہ اور ان کا خاندان اور دوسرے اور معزز خاندان تیغ جفا سے شہید کر ڈالے۔ اہل مکہ جانوں کے اندیشے سے دشت بدشت مارے مارے پھر رہے ہیں۔ مکہ مکرمہ کی اکثر آبادی تو گھر چھوڑ کر آوارہ ہوچکی ہے۔ باقی پنجۂ ظلم کے اسیر ہیں۔ ان گرفتاران بلا کو قید سے آزاد کرنے کے لئے کثیر رقمیں طلب کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے اور جلد ان ظالموں کو ان کے ظلموں کی سزا دے۔ ہندوستان کے وہابی آپے سے باہر ہیں۔ علمائے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ نے ان پر کفر کے فتوے دیئے ہیں انہیں مرتد بتایا ہے۔ انہیں اہل حرمین سے اس سے بدلے لینے ہیں۔ اس لئے یہاں کے وہابی نجدیوں کے مظالم پر رات دن پردے ڈال رہے ہیں۔ اور اخبارات میں ان کی بے گناہی ثابت کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ اکثر اخبار وہابیوں کے ہاتھ میں ہیں اور وہ صحیح واقعات اور نجدیوں کے مظالم چھپانے سے گریز کرتے ہیں۔ اسی بنا پر ہماری طرف سے جو مضامین اخبارات کو بھیجے جاتے رہے۔ ان کو شائع نہیں کیا گیا۔ اب خود اس باغی۔ غدار بے دین فرعون وقت کے انکار جرم کو اس کی بیگناہی کی سند ٹھیرا رہے ہیں۔ اور اس نجدی کی تائید کے لئے ہندوستان سے وفد بھیجنے کی تجویزیں کر رہے ہیں۔ مسلمان ہوشیار رہیں۔ ان کے دغا و فریب میں نہ آئیں کوئی وفد جو اہلِ سنت کے سواد اعظم کے افراد پر مشتمل ہو۔ ہندوستان کے مسلمانوں کا نائب و قائم مقام نہیں ہے۔ اور اخباروں کی غوغا صرف چند وہابیوں کی آواز ہے ہندوستان کے کروڑوں مسلمان وہابیوں کے مظالم سنکر بے چین ہیں۔ اور اگر نجدی اس وقت اس طرح کے مظالم نہ کرتے۔ تو بھی مسلمانانِ عالم ان کے تسلط کو ارض پاک میں ایک لمحہ کے لئے کبھی گوارا نہ کرسکتے تھے۔ ان سے نفرت و بیزاری کے لئے ان کی بدمذہبی اور ان کے باطل عقیدے کافی ہیں۔ اور یہ مظالم تو ان کے عقیدے ہی کی بنا پر ہیں۔ آج نہ کرتے تسلط ہوتے پر کرتے۔ ہندوستان کے گوشے گوشے سے نجدیوں کے خلاف صدائیں اٹھ رہی ہیں۔ اور خود شریعت کا فتوے ان کو باغی اور بے دین قرار دیتا ہے۔ تو پھر کون مسلمان ہے جو ان کی تائید کرسکے اور کس کی بات شریعت کے قابل التفات ہوسکے۔ جماعت مبارکہ رضائے مصطفےٰ کو میں تحریک کرتا ہوں کہ وہ اپنی پوری کوشش صرف کرکے علمائے اہل سنت کا ایک وفد عرب بھیجے۔ جو وہاں کے حالات کی تحقیق اور مجلس اسلامی کی شرکت کرکے احکام شرعی کا تعذکرہ کرے۔ ضرورت نے مضطرب کیا کہ میں نے جماعت مبارکہ سے ایسی تحریک کی باوجودیکہ مجھے معلوم ہے کہ جماعت کے پاس کوئی سرمایہ نہیں ہے۔ لیکن میری طرح جو مسلمان بے چین ہوں۔ وہ مدد ملت سے متاثر ہوکر جلد جماعت کے لئے کافی سرمایہ بہم پہونچائیں تو جماعت وفد کا انتظام کرسکے گی۔ اور اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے اور جماعت یہ بار اٹھانے کی ہمت کرے تو میں اپنی طرف سے پانچسو روپے کی حقیر رقم اس کے لئے پیش کردونگا۔

(فقیر مصطفےٰ رضا قادری برکاتی نوری عفی عنہ)

منجانب ———— الاراکین

جماعت رضائے مصطفےٰ اپنے مخدوم پیشوا کے ارشاد کے سامنے سر نیاز خم کرنے کے سوا اور کیا جواب رکھتی ہے۔ ہر امر میں مخدوم کی اطاعت ہم پر لازم ہے۔ خاصکر یہ معاملہ تو اسقدر اہم ہے کہ اس کے لئے جتنی بھی ہوسکے سعی میں دریغ نہیں کیجاسکتی۔ اگر مسلمانانِ ہند نے اس موقعہ پر اپنی زندگی اور بیداری کا ثبوت دیا تو ہم ضرور اپنے مخدوم محترم سے اس تبرک کو حاصل کریں گے۔

عرض ضروری

جملہ خط وکتابت وترسیل زر بنام سید ایوب علی صاحب رضوی نائب ناظم صدر دفتر جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی ہونی چاہیئے۔ ورنہ جماعت ذمہ دار نہیں اور جماعت مبارکہ میں مصارف خیر کے مختلف شعبے ہیں۔ جو صاحب دست کرم دراز کریں۔ یہ تصریح فرمائیں کہ ان کی امدادی رقم کون سے مصرفِ خیر میں صرف کی جائے۔

المشتہرین:۔ اراکین جماعت رضائے مصطفےٰ صدر دفتر بریلی ۞

قابلِ توجہ علمائے کرام و امرائے انام

آجکل جس طرف دیکھو اسلام کے منہدم کرنے پر ہی لوگ درپے ہیں۔ کوئی اس کا خیرخواہ بنکر کوس رہا ہے کوئی عداوت سے اس کے پیچھے پڑا ہے۔ کوئی کسی طرح کوئی کسی طرح۔ غرضیکہ سب نئے فرقے اسی بات کے درپے ہیں۔ جس کا چند معدودے اشخاص مقلدین کے سوا کوئی خیرخواہ نہ ہو وہ کبتک سالم رہیگا۔ آخر ضعیف ہوگا۔ بدأ الاسلام غریباً و سیعود کما بدأ شیخ کے زخم چھوٹنے نہ پائے تھے کہ غیر مقلدوں کا اور زخم تازہ ہوا۔ اسلام والے اس کی مرہم ہی میں مشغول

ہونے ... کے تیغوں کا اور زخم لاحق ہوا اسلام یا اسلام والے کیا کریں کہ کس کا مقابلہ کریں۔ اگر اہل اسلام ... کے لئے کفر شاہی ہوتو اس کو امراء ہتھیار نہیں دیتے۔ خالی ہاتھ مقابلہ مشکل ہے۔ دشمن اسلام اپنے تمام ہتھیاروں سے آراستہ ہیں۔ کوئی تلوار بناتا ہے۔ کوئی خرید کر کے سپاہیوں کو دیتا ہے۔ یہاں اس کے برعکس ہے۔ اگر ہتھیار تیار کیا جاوے تو کوئی خریدنے والا نہیں۔ اگر کوئی ہتھیار بنانے والا یہ کہے کہ مجھے سامان دو میں ہتھیار بنا دیتا ہوں۔ سامان لا کر دینے والا کوئی نہیں اگر اپنی گرہ سے کوئی کاریگر سامان مہیا کر کے ہتھیار بنا دے تو خریدتا کوئی نہیں۔ دیکھو ہتھیار اخبار **الفقیہ** و رسالہ **حنفی** کو کوئی خریدنے والا نہیں۔ حالانکہ یہ ایسے ہتھیار ہیں جو مقابلہ پر کام دینے والے ہیں بتاؤ پھر اسلام کا بچاؤ کیسے ہو۔ مخالف اگر کوئی ہتھیار بنائے تو سینکڑوں چھوٹے بڑے خریدنے والے موجود ہوں گے۔ آجکل دیکھو مرزائیوں نے ایک ہتھیار بنایا ہے جس کا نام پاکٹ بک احمدیہ رکھا ہے۔ اس میں ہر فرقہ کے لئے سامان رکھا ہے۔ جو ہر چھوٹے بڑے کی جیب میں رہتا ہے۔ تنازعہ کے وقت اسی کو استعمال کرتے ہیں۔ اہل اسلام کو اس کی خبر نہیں۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ مرزائیوں کے اس ہتھیار سے حملہ کو دفع کرنے والا کوئی ہتھیار بنائیں جو اس کے زخم سے محفوظ رکھے۔ اس واسطے علمائے اسلام سے عرض ہے کہ ایک پاکٹ بک حنفیہ بنائیں جس میں پاکٹ بک احمدیہ کا حرف بحرف جواب ہو اگر ان سے ایسا نہ ہو سکے تو مرزائی اس طرف توجہ کریں۔ کوئی پاکٹ بک تیار ہو۔ اس کو طبع کرا دینے کا وعدہ فرمائیں۔ کوئی صاحب وعدہ فرمائیں۔ تو انشاء اللہ یہ کام جلدی ہو جائیگا میں خود اس کام کو کرنے پر تیار ہوں مگر شرط یہ ہے کوئی صاحب طبع کرانے کا وعدہ فرمائیں۔

(ابو الیاس امام الدین امام مسجد جامع کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ)

خریداران الفقیہ بوقت خط و کتابت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (مینجر)

میدانِ ارتداد میں انجمن خدام الصوفیہ کا عظیم الشان جلسہ

یہ اطلاع پہلے شائع ہو چکی ہے کہ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین قطب الاقطاب مجدد حاضرہ حضرت مولانا مولوی حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری دام برکاتہم معہ جلیل القدر علماء و اراکین وفد ۵ نومبر کو آگرہ تشریف لائے۔ حضرت ممدوح الشان کے قدوم میمنت لزوم باعث نزول بے شمار برکات ہوئے اس مسیحا نفس کی آمد نے آگرہ کے مردہ دلوں میں جان ڈال دی۔ علاقہ آگرہ کی آگ پر آپکا سحاب ابر رحمت بنکر آیا۔ اور بلا تعداد دیکھنے جس اور مردہ سبزہ زمین پر باران روح پرور کا ترشح ہونے لگا۔ تشریف آوری سے دوسرے روز ۷ نومبر کی رات کو آگرہ کی اکبری مسجد میں انجمن خدام الصوفیہ کا اجلاس منعقد ہوا انجمن کے روح رواں اور اراکین وغیرہ کے علاوہ رہنما مسلمانوں کے بہت بڑی تعداد میں حضرت قبلہ عالم شاہ صاحب روحی فداہ ٹھیک وقت مقررہ پر ۸ بجے مسجد موصوف میں اپنی فرودگاہ سے تشریف لائے۔ آگرہ کے امراء و غرباء اللہ تعالی کے پیارے پاک وجود کی زیارت کرنے اور کلمات طیبات سننے کے لئے حاضر تھے۔

اول نعت خوانی ہوئی اور پھر باجازت حضرت قبلہ عالم شاہ صاحب مدظلہ العالی مولانا مولوی قاضی مفتی احسان الحق صاحب نعیمی حنفی بہرائچی نے نہایت عالمانہ وعظ فرمایا۔ مولانا صاحب کی اس تقریر سے حاضرین کے دلوں میں محبت و نسبت کی برقی رو دوڑ رہی تھی۔ فاضل علامہ نے اپنی تقریر ختم کی اور پھر حضرت قبلہ عالم کے مخلص جان نثار مولانا مولوی شیر نواب خاں صاحب واعظ قصوری نے تبلیغ پر تقریر دلپذیر فرمائی۔ آپکا لہجہ ایسا پر زور اور جوشیلا تھا کہ اکثر حاضرین کی آنکھوں سے انفعال و ندامت کے آنسو جاری ہو گئے مولانا کے بعد جلسہ کے صدر الصدور لامع النور حضور قبلہ عالم منبر پر تشریف لائے۔ آپ کے دیدار فیض آثار سے لوگوں کے دلوں میں نور کا دریا موجزن تھا اور حلاوت ایمان کا تو جزو عجب لطف دکھا رہا تھا

ابھی حضور کی تقریر شروع نہیں ہوئی تھی کہ اکثر چشمہائے پر آب و خجلت قلوبھم کا پتہ دے رہی تھیں۔ منشی نصیب خاں صاحب رہتکی نے قرآن کریم کی تلاوت اور نعت شریف بلحن داؤدی پڑھ کر قلوب سامعین میں سوز و گداز کی قلبہ رانی کی تاکہ وہ آئندہ تخم ریزی ایمان کے لئے تیار ہو جائیں۔ پھر حضور قبلہ عالم نے کلمات طیبات کا آغاز فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وعظ تو آپ بہت سن چکے اور وقت بھی بہت گذر چکا ہے۔ اس لئے فقیر آج صرف چار ضروری مسائل انشاءاللہ تعالی بتلائیگا۔ اگر آپ یاد رکھیں اور عمل کریں تو ہدایت کے لئے یہی کافی ہے۔ پس میں آج صرف چند ضروری باتیں بیان کرونگا۔

(۱) یہ کہ تم یاد رکھو کہ تمہارا خالق۔ مالک۔ رازق۔ اور رب وہ اللہ تعالی ہے۔ اسی پر بھروسہ رکھو اور اسی کی یاد و عبادت میں لگے رہو۔ چونکہ اس کی رضا جوئی و معرفت بدون رسالت ناممکن و محال ہے۔ اسلئے جان لو کہ حضرت احمد مجتبے محمد مصطفے صلے اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم اللہ تعالے کے پیارے حبیب اور خاتم النبیین و شفیع المذنبین ہیں۔ طائر ایمان کے توحید و رسالت دو بازو ہیں۔ جس طرح کوئی پرندہ صرف ایک بازو سے پرواز کر کے اپنے آشیانے تک پہونچ نہیں سکتا۔ اسی طرح تم ایمان کے ان دونوں بازوؤں یعنے توحید و رسالت کے بغیر منزل مقصود تک ہرگز نہیں پہونچ سکتے۔ اسلام کا کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ جو اصل ایمان ہے۔ اس میں پہلا حصہ توحید اور دوسرا حصہ رسالت کا ہے۔ کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے۔ اور آپ کے ساتھ محبت کامل نہ ہو کیونکہ حضور کی محبت عین ایمان ہے۔ اور اس بارہ میں خود قرآن کریم اور احادیث نبوی شاہد عدل ہیں۔ "النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم" (پ ۲۰۔ آخری رکوع) ترجمہ:۔ اللہ تعالے کے حبیب تمام مسلمانوں کی جانوں سے اولے ہیں۔ اس پر ایمان لانا ہر مسلمان کا فرض آیت کی رو سے یہ ہے کہ حضور کو اپنی جانوں سے افضل سمجھیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو وہ مومن نہیں ہے۔ (حدیث) فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ

من ولدہ و والدہ والناس اجمعین۔ کہ کوئی آدمی تم میں سے مومن نہیں ہے۔ جبتک کہ وہ آپکے ساتھ اپنی اولاد اپنے ماں باپ اور سارے جہاں سے زیادہ محبت نہ رکھتا ہو۔

(۲) جب تم کو دین و دنیا کے دو کام پیش آئیں تو پہلے اپنے دین کے کام کو سر انجام دے تو تمہارا دنیا کا کام بفضلہ تعالےٰ خود بخود بوجہ احسن انجام پذیر ہو جائے گا۔ مجھے ایک عرب کی روایت یاد آئی کہ ایک روز جمعۃ المبارک کا دن تہا۔ اس کو نماز کا جمعہ ادا کرنا بھی ضروری تھا۔ اور ساتھ ہی اس روز اس کا اونٹ گم ہو گیا تہا۔ جس کی تلاش کرنا ضروری تھا۔ نیز اسی روز کھیت میں پانی دینے کی باری تھی اب اس کو یہ مشکل تھی۔ کہ اگر جمعہ پڑھتا ہے۔ تو گمشدہ اونٹ کی تلاش رہ جاتی ہے۔ اور کھیت میں پانی نہ دینے سے سال بھر کی پیداوار سے محروم رہ جاتا ہے۔ عرب کی قوت ایمانی نے صحیح فیصلہ یہ کیا کہ اگر جمعہ ادا نہ ہوا۔ تو آخرت کا دائمی نقصان ہے جسکی تلافی ناممکن ہے۔ اونٹ نہ ملا تو دوسرا اونٹ خریدا جا سکتا ہے۔ کھیت میں پانی نہ آیا۔ تو روزی پہنچنے کی بہت سے ذرائع و وسائل ہیں۔ اسلئے وہ نماز جمعہ ادا کرنے چلا گیا۔ جب فارغ ہو کر گھر آیا۔ تو اس نے دیکھا کہ اونٹ مکان میں بندھا ہوا ہے عرب نے اپنی اہلیہ سے پوچھا۔ کہ گمشدہ اونٹ کس طرح آگیا۔ اس نے جواب دیا کہ میاں دو بھیڑیے اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ یہ بے تحاشا بھاگتا ہوا آیا اور گھر میں داخل ہو گیا۔ میں نے اسے باندھ دیا بھیڑیے واپس جنگل کو چلے گئے۔ اس سے مطمئن ہو کر وہ عرب اپنے کھیت میں پہنچا تو دیکھا کہ تمام کھیت پانی سے بھرا ہوا ہے۔ یہ دیکھکر بیچارہ عرب حیران رہ گیا۔ ہمسایہ سے پوچھا کہ بھائی ہمارا کھیت کس طرح پانی سے بھر گیا۔ ہمسایہ نے جواب دیا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنا فضل تمہارے حال پر فرمایا ہے۔ ہم اپنے کھیت میں پانی دیتے تھے۔ پانی دینے والا سو گیا۔ ہمارے کھیت سے پانی ٹوٹ کر تمہارا کھیت بھر گیا۔ تب وہ جاگا۔ اس روایت سے بخوبی عیاں ہے۔ کہ عرب نے دینی کام ادائے نماز جمعہ کو مقدم سمجھا۔ اور دنیا کے کام چھوڑ کر نماز کے لئے چلا گیا۔ خدا نے اس کے دنیاوی کام بھی بخوبی انجام فرمائے۔

(۳) تیسرا مسئلہ یہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ جسم خاکی تم کو مستعار دیا گیا ہے۔ یہ تمہارا اپنا ملک و مقبوضہ دائمی نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی چیز ہے۔ جو تمکو قلیل عرصہ کے لئے عطا کی گئی ہے۔ اس سے جو کام لیلو وہ تمہارا ہے۔ بہت کم آدمی اس نکتے کو سمجھتے ہیں۔ اکثر اس جسم مستعار کو اپنی متاع دائمی سمجھے ہوئے ہیں اس لئے اس کے نشوونما میں منہمک ہیں۔ یہانتک کہ روزہ محض اس لئے نہیں رکھتے کہ کہیں یہ ہمارا جسم کمزور نہ ہو جاوے۔ حالانکہ اس جسم کو تو ایک روز اصل مالک کی طلبی پر تم سے جدا ہو جانا ہے۔ سمجھدار آدمیوں کا یہ مسئلہ قاعدہ ہے کہ جب وہ کوئی چیز مستعار مانگتے ہیں تو تھوڑے عرصہ میں ہی اپنا سارا کام اس چیز سے لینے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اس چیز کے واپس مانگ لینے پر کام کے نہ کر لینے کی حسرت سے بچیں۔ میرے پیارے عزیزو! اس جسم سے زاد راہ تیار کر لو۔ اس کو تو ایک روز اپنے مالک کے طلب کر لینے پر چلے جانا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تمکو اپنی اس غلط فہمی سے کہ اس کو اپنی متاع سمجھ بیٹھے ہو کوئی کام نہ لینے کی حسرت اٹھانی پڑے۔ اس موضوع پر حضور ممدوح الشان نے بہت سے نیکوکار صالحین کا نمونہ پیش کیا جنہوں نے صحیح معنوں میں اپنے جسم کو مستعار سمجھا۔ اور اس سے ہمیشہ کام لینے کی سعی کرتے رہے

(۴) چوتھی بات یہ ہے کہ ہر ایک نئی چیز پیاری اور لذیذ معلوم ہوتی ہے۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے "کل جدید لذیذ"۔ اسی کلیہ کی رو سے آپ ایک ہر ایک نئی چیز کو پسند خاطر فرمائیں مگر یاد رکھیں کہ دین نیا اچھا نہیں ہے دین وہی پرانا اچھا ہے۔ بھائیو ہمارا خدا بھی قدیم (پرانا) اس کا کلام بھی قدیم، مذہب بھی وہی قدیم رکھو۔ جو تمہارے بزرگوں کا دین ہے۔ مجھے افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض کوتاہ اندیش ہمکو برا کہتے ہیں۔ اور عقاید باطلہ و مذاہب جدیدہ ضالہ کے رد کرنے پر ہمکو الزام دیتے ہیں کہ یہ بات تفرقہ پیدا کرتی ہے۔ لیکن جائے انصاف ہے۔ کہ تمام جدیدہ مذاہب باطلہ ہمارے سامنے پیدا ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں حنفی مذہب اہلسنت و جماعت واحد دین کے پیرو تھے لیکن ہمارے دیکھتے دیکھتے حشرات الارض کیطرح بے دین لوگوں نے تفرقہ اندازی کر کے ہم میں سے ہمارے بھائیوں کو جدا کر دیا اور بد عقیدہ بنا دیا۔ تھوڑی دیر کی بات ہے کہ کیا کوئی وہابی۔ نیچری۔ مرزائی چکڑالوی وغیرہ کا نام تھا۔ اب اگر کچھ لوگ اس سواد اعظم سے بھٹک کر گمراہ ہو گئے تو مورد الزام وہ ہیں نہ کہ جماعت۔ خلاف۔ ان سب کا ٹھکانا جہنم ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتبعوا السواد الاعظم الخ (تابعداری کرو سواد اعظم کی جو اس سے گیا پس وہ جہنم گیا)

حضور قبلہ عالم نے چار مختصر جلسوں میں دو پر اثر الفاظ سے عقاید و اعمال کی ہدایت فرمائی۔ کہ مجمع دنگ رہ گیا۔ اور خاتمہ وعظ پر بیتابانہ مصافحہ کے لئے لوگ دوڑے۔ ایک پر ایک پڑتا تھا۔ اور عجیب اثر اس نظر کیمیا اثر کا زائرین و حاضرین پر پڑ رہا تھا۔ کہ جو احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ لوگوں کے اصرار پر کل بھی جگہ جلسہ ہونا قرار پایا ہے جسکی کیفیت انشاءاللہ آئندہ شائع کی جائیگی۔

(المعارض حفیظ الدین ناظم انجمن خدام الصوفیہ آگرہ)

حقیقتِ مسیح ازروئے بائبل

(نمبر ۳)

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علےٰ خاتم النبیین وعلےٰ آلہ الطاہرین واصحابہ اجمعین

واضح ہو کہ قرآن مجید کی سورہ آل عمران (پارہ ۳) سورہ النساء (پارہ ۶) سورۃ المائدہ (پارہ ۷) سورۃ مریم (پارہ ۱۶) اورسورۃ الزخرف (پارہ ۲۵) کی بعض آیات مقدسہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی حقیقت ازروئے فرقان حمید یہ ہے:۔

(۱) آپ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ (۲) آپ خدا کیطرف سے ایک پاک روح تھے۔ آپ روح اللہ کہلاتے تھے (۳) آپ خدا کی طرف سے ایک پاک کلمہ تھے۔ آپکو کلمۃ اللہ کہا گیا (۴) آپ خدا کے پیارے بندے تھے۔ (۵) آپ اللہ کے برگزیدہ پیغمبر تھے۔ (۶) آپ پر خدا نے انجیل مقدس نازل کی۔ (۷) آپ کی دعا سے آپکے حواریوں کے لئے خدا نے آسمان سے مائدہ نازل کیا (۸) آپکا نام مسیح تھا (۹) آپ دنیا اور آخرت میں خدا کے مقرب بندے اور صالحین میں سے ہیں۔ (۱۰) آپ نے شیر خواری کی حالت میں اپنی ماں کی گود میں باتیں کیں۔ (۱۱) آپ نے خدا کے حکم سے معجزے دکھائے مثلاً مادرزاد اندھے اور برص